بیمہ اور وقف

ڈاکٹر محمود احمد غازی

بیمہ کے مقاصد کے لئے ادارہ وقف کا استعمال

وقف کے ادارہ سے ہم نہ صرف بیمہ کاری کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے کام لے سکتے ہیں بلکہ دور جدید میں اسلامی خطوط پر معاشی تشکیل نو میں بھی یہ ادارہ بہت ممد ومعاون ہوسکتا ہے۔ عام طور پر وقف کو اسلام کے شخصی قانون کی ایک شاخ قرار دیکر اس کو خالص مذہبی سرگرمیوں تک محدود کردیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود سرکار رسالتمآب ﷺ کے زمانہ مبارک سے لیکر ماضی قریب تک وقف کے ادارے نے امت مسلمہ کے معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور ثقافتی زندگی میں بہت فعال کردار ادا کیا ہے بلکہ بعض ادوار میں تو وقف کی معاشی اور معاشرتی حیثیت اتنی اہم رہی ہے کہ اس کے سیاسی اثرات بھی نمایاں طور پر محسوس کئے گئے۔

قبل اس کے کہ ہم ادارہ وقف اور بیمہ کاری کے باہمی تعلق پر گفتگو کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ادارہ وقف کا ضروری تعارف، بنیادی احکام اور شرائط پیش کردی جائیں تاکہ آئندہ گفتگو میں ان چیزوں کو بار بار دھرانے کی ضرورت نہ پڑے۔

لغوی اعتبار سے وقف کے معنی روک لینے اور ٹھہرا دینے کے ہیں۔ لیکن اصطلاحی اعتبار سے وقف سے مراد ہے کسی جائیداد کو کسی نیک مقصد کی خاطر روک دینا اور مالک کی ملکیت سے نکال کر دوسروں کو اس میں تصرف سے روک دینا۔ یہاں فقہی اعتبار سے ایک معمولی سا اختلاف امام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء کے درمیان پایا جاتا ہے جس کی حیثیت بڑی حد تک محض نظری ہے۔ امام صاحب کے خیال میں وقف شدہ جائیداد وقف کئے جانے کے بعد بھی اصل مالک کی ملکیت میں رہتی ہے اور وہ جب چاہے وقف کو ختم کر کے اپنی جائیداد واپس لے سکتا ہے۔ لیکن دوسرے تمام علماء جن میں امام ابوحنیفہ کے ممتاز ترین تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد شامل ہیں، اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک وقف شدہ جائیداد وقف ہوتے ہی اصل مالک کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور اللہ تعالی کی براہ راست ملکیت میں آجاتی ہے۔ اب کوئی فرد یا افراد کا مجموعہ اس کا مالک نہیں

رہتا بلکہ اس کی حیثیت ایک مسجد کی سی ہو جاتی ہے جس کو براہ راست خدائے بزرگ و برتر سے نسبت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

اسلامی قانون میں یہی رائے ہمیشہ فتوی اور اجتہاد کی بنیاد رہی ہے اور اس رائے کے مطابق وقف کے سارے قانون کا ارتقاء ہوا ہے۔تاہم اگر بیمہ کاری کے مقاصد اور تقاضوں کی تکمیل کے لئے ضروری ہوتو امام ابوحنیفہ کے نقطہ نظر کو بھی اس حد تک اختیار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جس حد تک بیمہ کے مقاصد اس کا مطالبہ کریں۔تاہم اس مسئلہ پر مزید گفتگو آئندہ صفحات میں آئے گی۔

وقف کا ادارہ اسلام کے روزاول ہی سے موجود رہا ہے۔مسجد قبا اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا وقف تھا جو خود سرکار رسالت مآب ﷺ کے دست مبارک سے ہجرت کے بالکل ابتدائی لمحات میں وجود میں آیا۔آگے چل کر مسجد نبوی ﷺ اور مدینہ منورہ کی دوسری مساجد کے علاوہ رفاہ عامہ کی کئی عمارتیں صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے وقف کیں۔اس سلسلے میں حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا باغ بیرحاء،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیررومہ کا وقف،حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی زمین خیبر کے علاقہ میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ینبع کے علاقہ میں زمینیں وقف کی نمایاں ترین مثالیں ہیں۔

بعد میں صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد نے پے درپے اوقاف قائم کئے،جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طیبہ کے بعد فتوحات اور خوشحالی کے دور میں نمایاں اضافہ ہوا،عباسی دور آتے آتے اوقاف کے نظام نے ایک باقاعدہ معاشی،معاشرتی،ثقافتی ادارہ کی حیثیت اختیار کر لی جس نے علمی آزادی،تعلیمی خودمختاری رفاہیت عامہ،امداد محتاجین اور خدمت خلق کی وہ روایات قائم کیں جو اسلامی تاریخ کا طرہ امتیاز ہیں۔

ترکان عثمانی کا دور اوقاف کی توسیع وارتقاء کی تاریخ میں ایک سنہری زمانہ ہے۔خلافت عثمانیہ کے چپہ چپہ میں اوقاف قائم ہوئے اور ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں صاحبان ثروت نے اپنی اپنی جائیدادیں وقف کر کے عربی زبان میں نشر واشاعت،تعلیم کے فروغ اور اسلامی ثقافت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ بہت سی معاشرتی،معاشی اور رفاہی خدمات بھی انجام دیں۔انہی اوقاف کا دم تھا کہ جامعہ ازہر جیسی درسگاہ ایک ہزار سال تک آزادی اور خودمختاری سے کام کرتی رہی۔انہی اوقاف کی آمدنی سے سلطنت عثمانیہ کے چپہ چپہ میں کتب خانے اور مسافر خانے قائم ہوئے جن میں سے بہت سے آج بھی موجود ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ دور جدید کے مسلمانوں نے بجائے اس کے کہ وقف کے ادارہ سے کام لے کر اس دور کے معاشی اور اقتصادی مسائل کا حل کرتے، وقف کے ادارہ ہی کو سرے سے ختم کر کے رکھ دیا۔ بعض ممالک میں تو قانوناً تمام مسلم اوقاف ختم کر دیئے گئے اور بعض دیگر ممالک میں حسن انتظام کے خوبصورت پردہ میں حکومتوں نے اوقاف پر قبضہ کر لیا۔

وقف کی شرائط اور چند بنیادی اصول

یوں تو وقف کا ایک نہایت مدون اور مفصل قانون موجود ہے جو فقہائے اسلام نے احادیث اور تعامل صحابہؓ کی بنیاد پر مرتب کیا ہے لیکن یہاں ہم چند ایسے بنیادی اصولوں اور ضروری احکام کا ذکر کرتے ہیں جن سے ایک ایسے خاکہ کی تیاری میں کام لیا جاسکتا ہے جو بیمہ کے مقاصد کو پورا کرنے میں مدد دے سکے۔

ا۔ وقف کا قیام ایک ایسا فعل ہے جو اپنے اندر بیک وقت دو پہلو رکھتا ہے ایک طرف وہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ کی رضا کی خاطر کی جاتی ہے اور اس میں بنیادی مقصد آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک دیوانی (civil) عمل ہے جس پر وہ تمام احکام اور قواعد لاگو ہوتے ہیں جو کسی بھی عاقل بالغ انسان کے دیوانی اعمال کو منضبط کرتے ہیں۔ مثلاً یہ اصول کہ کوئی شخص مرض الموت میں ورثاء کی اجازت کے بغیر وقف نہیں کر سکتا۔ اس طرح کوئی ایسا مقروض جس کے قرض کی رقم اس کی جائیداد کی مالیت سے بڑھ جائے اپنے قرضداروں کی اجازت کے بغیر کوئی وقف قائم نہیں کر سکتا۔

۲۔ فقہاء کے درمیان اس امر پر تو مکمل اتفاق رائے ہے کہ جائیداد غیر منقولہ کو وقف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس امر کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا جائیداد منقولہ بھی وقف ہو سکتی ہے۔ یہ اختلاف نہ صرف حنفی اور دوسرے فقہاء کے درمیان ہے بلکہ خود حنفی فقہاء بھی اس معاملہ میں مختلف آراء رکھتے ہیں لیکن حنفی فقہ میں جس رائے پر فتوی ہے وہ امام محمد بن الحسن الشیبانی کی رائے ہے۔ ان کے نزدیک جائیداد منقولہ کے وقف کے لئے ضروری ہے کہ وقف کرنے والے نے اس کی صراحت کی ہو یا ایسی جائیداد غیر منقولہ وقف کی ہو جس کے متعلقات میں منقولہ اشیاء عام طور پر شامل سمجھی جاتی ہوں۔ مثلاً مزروعہ زمین وقف کی جائے تو وہاں استعمال ہونے والے آلات اور جانور وغیرہ

☆عش حياة البساطة واياك والرفاهية والاسراف والبذخ فكلما ترفه الجسم تعقدت الروح .☆

خود بخود وقف میں شامل سمجھے جائیں گے اور یا وہ ایسی چیزیں ہوں جن کو وقف کرنے کا عام رواج موجود ہو۔امام محمد کی اس رائے سے قریب تر اور اس کے مقابلہ میں زیادہ عمومیت اور وسعت رکھنے والی رائے امام مالک کی ہے۔ان کے نزدیک ہر قسم کی جائیداد منقولہ کا وقف بلا روک ٹوک درست ہے۔غالباً امام مالک کے نقطہ نظر سے ہی متاثر ہو کر پہلے حنفی اور پھر دوسرے فقہاء نے رائے ظاہر کی ہے کہ نقد رقم اور دیگر ساز وسامان اور تجارتی اشیاء کا بھی وقف ہو سکتا ہے۔اس کی صورت یہ ہوگی کہ ان چیزوں سے کاروبار شروع کر دیا جائے گا۔اصل رقم اور ساز وسامان محفوظ رہے گا اور آمدنی حسب شرائط خرچ کی جاتی رہے گی۔

۳۔جس مقصد کے لئے وقف قائم کیا جائے وہ مقصد شریعت میں فی نفسہ جائز اور نیک مقصد ہونا چاہئے۔جائز اور نیک مقصد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ لازماً کوئی دینی یا مذہبی نوعیت کا کام ہو۔بلکہ وہ کوئی بھی رفاعی کام ہو سکتا ہے جس کا مقصد خدمت خلق یا اپنے ارکان کے جائز دنیوی مقاصد کی تکمیل ہو۔لہذا کسی ناجائز اور حرام کام کے لئے وقف قائم نہیں کیا جا سکتا۔مثلاً لہو ولعب، رقص وسرور اور بت گری کی تعلیم وتربیت کے لئے قائم کیا جانے والا وقف باطل اور لغو ہوگا۔

۴۔وقف کے لئے ضروری ہے کہ اس میں معاشرہ کے تنگ دست، نادار اور ضرورت مند لوگوں کی ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ایسا وقف جس سے صرف دولتمند لوگ مستفید ہو سکیں شرعاً غلط ہے۔البتہ اگر وقف کی نوعیت یہ ہو کہ اس سے دولتمند اور نادار دونوں مستفید ہو سکتے ہوں تو ایسا وقف صحیح ہے۔

۵۔جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا عام طور پر فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ وقف کی نوعیت دائمی ہونا ضروری ہے اور ایک بار وقف قائم کرنے کے بعد اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔لیکن امام ابوحنیفہ کی رائے میں وقف وقتی نوعیت کا بھی ہو سکتا ہے۔مثلاً دس سال یا بیس سال کے لئے بھی جائیداد وقف کی جا سکتی ہے۔بیمہ کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے عام طور پر جو ادارے قائم کئے جائیں گے وہ مخصوص رقم کو دائمی طور پر ہی مخصوص مقاصد کے لئے وقف رکھیں گے اور اس میں عام حالات میں کسی انتظامی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔البتہ اگر کسی خاص نوعیت کے بیمہ کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ ناگزیر ہو کہ اس میں مخصوص رقم کو کسی معینہ مدت مثلاً پانچ سال یا دس سال کے لئے ہی وقف قرار دیا جائے تو اس کی گنجائش بھی موجود ہے اور امام ابوحنیفہ کے نقطہ نظر کے مطابق مصلحت کے پیش نظر ایسا کیا جا سکتا ہے۔

۶۔وقف جس قسم کا بھی ہو اس کے لئے فقہ اسلامی میں بعض عمومی قواعد وضع کئے گئے ہیں جن کی پابندی

لازما کی جاتی ہے۔چونکہ بیمہ کے لئے جو خاکہ ہم تجویز کررہے ہیں اس میں وقف کے ادارہ سے بڑا کام لیا جائے گا'اس لئے ہم ذیل میں ایسے اہم بنیادی اصولوں کا ذکر کررہے ہیں۔جن کا لحاظ رکھے بغیر مجوزہ نظام کے تفصیلی قواعد وضوابط وضع نہیں کئے جاسکتے۔

(الف)شریعت کے احکام اور قواعد کے خلاف کوئی اصول' ضابطہ یا طریقہ کار نہیں بنایا جاسکتا۔ ہر وہ چیز جو اصول شریعت کے خلاف ہوگی وہ کالعدم متصور ہوگی۔

(ب)کوئی ایسا ضابطہ'اصول یا طریقہ کار وضع نہیں کیا جاسکتا جو وقف کے بنیادی تصور اور اس کے مستفیدین کے مفادات کے خلاف ہو اور ایسی بے جا اور غیر ضروری شرائط پر مشتمل ہو جن سے کوئی خاص فائدہ شرعی نقطہ نظر سے ملحوظ نہ ہو۔

(ج)وقف قائم کرنے والے شخص یا اشخاص کی ان شرائط کی ہر صورت میں پابندی کی جائے گی جو وقف کے قیام کے وقت رکھی گئی ہوں۔اس معاملہ میں فقہ اسلامی نے واقف کی شرائط کو جو اہمیت دی ہے'اس کا اندازہ اس قاعدہ کلیہ سے ہوتا ہے جو وقف کے باب میں دستور العمل اور اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے۔یعنی واقف کی طے شدہ شرائط کی وہی حیثیت ہوگی جو شریعت کی کسی نص کی ہوتی ہے۔(شرائط الواقف کنص الشارع)

گزشتہ مباحث کے نتائج

گزشتہ مباحث سے ہم درج ذیل نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔

۱۔بیمہ کی بنیاد باہمی تعاون'ہمدردی'اخوت اور تکافل پر ہی رکھی جاسکتی ہے۔لہذا کوئی ایسا نظام اختیار نہیں کیا جاسکتا'جس کا اصلی اور بنیادی مقصد کاروبار'نفع آوری اور زراندوزی ہو۔

۲۔اسلام نے دولت کے ارکاز کی ممانعت کی ہے۔لہذا بیمہ کا کوئی ایسا نظام اختیار نہیں کیا جاسکتا'جس کے نتیجہ میں کچھ لوگ دوسروں کی دولت اور بچتوں سے کاروبار کرکے روز بروز امیر تر ہوتے چلے جائیں اور دولت کے اصلی مالکان کو برائے نام رقم دے کر فارغ کردیا جائے۔

۳۔بیمہ کے نام سے کاروبار کا کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا جاسکتا جو شرعاً ناجائز ہو لہذا جس کاروبار کی اساس رباء غرر اور قمار جیسے خلاف شریعت طریقوں پر ہو۔وہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔

۴۔بیمہ کی بنیاد چونکہ تکافل اور تعاون پر ہے لہذا بیمہ کی کوئی ایسی شکل شرعاً جائز نہیں ہوسکتی جس

☆وزع الاعمال ولا تجمعها في وقت واحد بل اجعلها في فترات وبينها اوقات للراحة ليكون عطاؤك جيدا.☆

کا مقصد بیمہ داروں کے علاوہ کسی اور فرد یا گروہ کے مفادات کی تکمیل ہو۔ بیمہ کی آمدنی اور فوائد کے حقدار حسب شرائط صرف وہی لوگ ہیں جو اس میں بطور بیمہ دار شریک ہوں۔

۵۔ بیمہ کے مفادات سے میوچل بنیاد پر ہی استفادہ کیا جاسکتا ہے اور وہ بھی ایسے انداز سے کہ بیمہ کے عمل کی یکسانیت متاثر نہ ہو۔ اس سے غرر اور قمار کے عنصر کی مضرت رساں صورت پیدا نہیں ہوتی۔

۶۔ اگر حکومت بیمہ کا کام خود کرنا چاہے یا اپنی براہ راست نگرانی میں میوچل بنیاد پر چلانا چاہے تو یہ ایک جائز صورت ہوگی اور اس میں غرر اور قمار کی مضرت رساں صورت پیدا نہیں ہوتی۔

۷۔ پریمیم اور اقساط کے تعین کا موجودہ طریق کا برقرار رکھا جاسکتا ہے اور طبی معائنہ کو مباح تصور کیا جاسکتا ہے۔

۸۔ پوسٹل حیاتی بیمہ کی موجودہ صورت موجودہ حالات میں شریعت کے خلاف نہیں باقی تمام مختلف صورتوں میں اصلاح کی ضرورت ہے۔.................... (جاری ہے)

مفتی سید صابر حسین صاحب کی کتاب

سرمایہ کاری کے شرعی احکام

اسلامی بینکاری اور تکافل کے شعبہ سے وابستہ ماہرین، اساتذہ طلبہ اور شائقین علوم اسلامیہ کے لئے مفید کتاب

☆☆

☆☆☆

ملنے کا پتہ مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور..... کراچی

مدنی کتب خانہ متصل مدنی مسجد جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال بلاک ۵ کراچی